كلمة المدير

اسلامی دنیا کی بے بسی اور امریکہ کی منافقانہ پالیسی!

10 جولائی 2004 کو تمام قومی اخبارات میں یہ خبر جلی سرخیوں کے ساتھ شائع ہوئی ہے کہ عالمی عدالت انصاف نے اسرائیلی باڑ کو گرانے اور فلسطینیوں کو ان کے نقصان کا معاوضہ ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ عدالت نے اپنے فیصلے میں باڑ کی تعمیر کو غیر قانونی اور انسانی حقوق کے قوانین کی سنگین خلاف ورزی قرار دیا ہے۔ اور اقوام متحدہ کو حکم دیا ہے کہ کاروائی کرے۔ پوری دنیا نے فیصلے کا خیر مقدم کیا البتہ امریکہ اور اسرائیل نے فیصلے کو تسلیم کرنے سے انکار کیا ہے۔

ہالینڈ کے شہر ہیگ میں قائم عالمی عدالت انصاف بین الاقوامی تنازعات کی سماعت کرتی ہے جس میں ممتاز ماہرین قانون شریک ہوتے ہیں۔ اور عالمی شہرت یافتہ قانون دان ججز کے فرائض سرانجام دیتے ہیں۔ ان کے گذشتہ کئی فیصلے نہایت اہم ہیں۔ جن میں سابق سرب صدر کو مسلمانوں کا قتل عام کرنے پر جنگی مجرم قرار دیا ہے۔ اور اسے عمر قید کی سزا سنائی گئی۔ عدالت کا حالیہ فیصلہ بھی تاریخی نوعیت کا ہے۔ جس میں فلسطینیوں کو اخلاقی فتح حاصل ہوئی ہے۔ پندرہ ججوں کے پینل میں صرف ایک جج نے فیصلے سے اختلاف کیا ہے۔ اور اس کا تعلق بھی امریکہ سے ہے۔ عدالت کے سربراہ جن کا تعلق چین سے ہے دوٹوک الفاظ میں کہا ہے کہ اسرائیل خود کو حفاظتی باڑ تعمیر کرتے ہوئے یہ نہیں بھولنا چاہئے کہ ان کے اس عمل سے بین الاقوامی اور انسانی حقوق سے متعلق قوانین کی خلاف ورزی ہوتی ہے۔ اس سے فلسطینیوں کے حقوق پر زَد پڑتی ہے۔ عالمی عدالت نے اپنے فیصلے میں اسرائیل سے کہا ہے کہ وہ ان لوگوں کو ہرجانہ ادا کرے جنہیں متنازع باڑ کی تعمیر کی وجہ سے مالی نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ اور اقوام متحدہ اس غیر قانونی صورتحال کو روکنے کیلئے کاروائی کرے۔ چونکہ عالمی عدالت انصاف قوت تنفیذ نہیں رکھتی۔ یہ اقوام متحدہ کا کام ہے کہ وہ سلامتی کونسل کے ذریعے اس پر عمل درآمد کرائے۔

دوٹوک اور اس قدر واضح فیصلے کے بعد اسلامی دنیا کی بے بسی ملاحظہ کیجئے کہ کسی میں یہ سکت اور ہمت نہیں ہے کہ وہ اس کی تنفیذ کا مطالبہ کرے۔ اور سلامتی کونسل سے مطالبہ کرے کہ وہ انصاف کے تقاضوں کو پورا کرے۔ یہی فیصلہ اگر کسی بھی اسلامی ملک کے خلاف ہوتا تو پھر دیکھتے کہ امریکہ کس قدر واویلا کرتا چیختا چلاتا۔ شور مچاتا اور اس پر عمل درآمد کیلئے کتنی جلد بازی سے کام لیتا۔ سلامتی کونسل جو کہ دراصل امریکہ کی داشتہ ہے فوراً ایسی قرارداد کی منظوری دے دیتی جس کے تحت امریکہ کو براہ راست مداخلت کی اجازت مل جاتی۔ اور وہ فیصلے کی تنفیذ کرواتا۔ چونکہ یہ فیصلہ امریکہ کی منشا اور چاہت کے خلاف ہے لہٰذا اس نے اس پر شدید تنقید کی ہے یہی اس کی منافقانہ پالیسی ہے۔ جس نے پوری دنیا کے مسلمانوں میں امریکیوں کے خلاف نفرت پیدا کی ہے۔ اسکا دوہرا معیار ہے۔ اسلامی ممالک کیلئے اس کی پالیسیاں تعصب پر مبنی ہیں۔

کون نہیں جانتا کہ امریکہ کا گماشتہ اور برطانیہ کا ولد حرام اسرائیل کھلی دہشت گردی کرتا ہے بے گناہ اور نہتے فلسطینیوں کا قتل عام روز کا معمول ہے۔ گھروں کو بلڈوز کرنا، ہیلی کاپٹروں کے ذریعے راکٹ داغنا اور سرکردہ فلسطینی لیڈروں کا قتل کرنا اپنا حق سمجھتا ہے اس کی ریاستی دہشت گردی کی تمام دنیا مذمت کرتی ہے لیکن امریکہ اور برطانیہ ہمیشہ ان کی حمایت کرتے ہیں۔ اور ان کی آشیر باد پر وہ مزید اذیت ناک کاروائیاں کرتا ہے اور کوئی اس کا ہاتھ روکنے والا نہیں۔ عرب لیگ اسرائیل کے خلاف قرارداد مذمت تو پاس کر لیتی ہے لیکن عملاً ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکتی۔ دیگر اسلامی ممالک کا بھی یہی حال ہے۔

ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ اتنے بڑے اہم فیصلے پر پوری دنیا میں ایک شور مچ جاتا۔ اسلامی دنیا پوری قوت کے ساتھ اقوام متحدہ کو مجبور کرتی کہ وہ اس پر عمل درآمد کروائیں۔ غیر اسلامی ممالک کی حمایت حاصل کرتے اور سلامتی کونسل میں پوری شدت کے ساتھ یہ مسئلہ اٹھایا جاتا اور عالمی عدالت انصاف کے فیصلے کے مطابق دیوار کو زمین بوس کیا جاتا اور فلسطینیوں کو معاوضہ ادا ہوتا۔ اور ایسے حالات پیدا کئے جاتے کہ امریکہ خود اس فیصلے کی حمایت میں کھڑا ہو جاتا۔ امریکہ بہادر ایک طرف تو دہشت گردی کے خلاف عالمی جنگ شروع کر چکا ہے۔ اور بار بار یہ اعلان کر رہا ہے کہ وہ پوری دنیا سے دہشت گردی ختم کر کے دم لے گا لیکن اپنے دعوے کے خلاف اسرائیل جیسے دہشت گرد کو ہر قسم کا تعاون پیش کرتا ہے اور اس کی ظالمانہ کاروائیوں کو جواز فراہم کرتا ہے۔ ایسی صورت میں کیونکر دہشت گردی ختم ہوگی۔

ہم اسلامی دنیا کے حکمرانوں سے یہ مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ اپنا کردار ادا کریں اور متحد ہو کر اپنے حقوق کا تحفظ کریں اور ایسا لائحہ عمل اختیار کریں جس سے مسلمانوں میں بڑھتی ہوئی مایوسی ختم ہو۔ اور انہیں تحفظ کا احساس ہو۔ اور ساتھ ہی اقوام متحدہ سے بھی درخواست کرتے ہیں کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کریں۔ اور انصاف کے تقاضوں کو پورا کرے فلسطینیوں کو ان کا حق دے۔ اسی طرح بھارت نے بھی کشمیر میں باڑ شروع کی ہے حکومت اور جہادی تحریکوں کی خاموشی بہت غلط فہمیوں کو جنم دے رہی ہے اس کے خلاف بھی عالمی سطح پر آواز اٹھانے کی ضرورت ہے۔

مغرب کا اسلام کے خلاف معاندانہ رویہ .... ذمہ دار کون؟

پاکستان کے صدر جنرل پرویز مشرف نے گذشتہ دنوں آذربائیجان کی پارلیمنٹ سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ مغرب اسلامی دنیا کے بارے میں رویہ تبدیل کرے۔ اور مسلمانوں کے خلاف محاذ بند کئے جائیں۔ انہوں نے کہا کہ انتہا پسندی کی بنیادی وجہ سیاسی ناانصافیاں ہیں دہشت گردی کے خاتمہ کیلئے امت مسلمہ کے مسائل انصاف سے حل کرنا ہوں گے۔ انہوں نے فلسطین، کشمیر، عراق، افغانستان کا بطور خاص ذکر کیا ہے۔ کہ جب تک ان مسائل کو حل نہیں کیا جاتا مسلمانوں کی مغرب کے بارے میں غلط فہمیاں دور نہیں ہونگی۔ سیاسی تنازعات کو حل کرنے کی بجائے مسلمانوں کے خلاف محاذ کھول دیئے جاتے ہیں اور بے جا پروپیگنڈہ کیا جاتا ہے اور انہیں دہشت گرد ثابت کرنے کیلئے تمام ذرائع ابلاغ ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں۔ حالانکہ اسلام اعتدال پسندی اور جمہوریت کا درس دیتا ہے۔ اور ہر قسم کی دہشت گردی کی حوصلہ شکنی کرتا ہے ۔روزنامہ "جنگ" 10 جولائی 2004

صدر مملکت کا خطاب بلاشبہ ہر مسلمان کے دل کی آواز ہے اسلام کبھی بھی ظلم و زیادتی کی حمایت نہیں کرتا اور نہ ہی کسی قسم کی دہشت گردی، قتل و غارت کی اجازت دیتا

ہے۔ البتہ اپنے حقوق کے تحفظ کی تلقین ضرور کرتا ہے۔ اس میں بھی کیا شک ہے کہ مغرب کا اسلام اور مسلمانوں کے خلاف معاندانہ رویہ ہی دراصل محاذ آرائی کا سبب ہے۔ ان کے دوہرے معیار نے مسلمانوں کو بدظن کیا ہے اور مسلمان یہ رائے قائم کرنے میں حق بجانب ہیں کہ ان کے ساتھ عمداً تعصب اور جانبدارانہ رویہ روا کیا جاتا ہے۔ مسلمان اگر اپنے حقوق کیلئے آواز بلند کرتے ہیں تو اسے انتہا پسندی اور وہشت گردی کا نام دیا جاتا ہے جبکہ غیر مسلم اگر ایسا کریں تو پورا مغرب ان کی پشت پر کھڑا نظر آتا ہے۔ اور اس وقت تک وہ جدوجہد کرتے ہیں جب تک انہیں وہ حق لیکر نہ دے دیں۔ اس کی زندہ مثال انڈونیشیا کے جزیرے مشرقی تیمور میں عیسائیوں کی تحریک آزادی ہے، کس قدر تیزی کے ساتھ اسے آزادی دلائی گئی جبکہ اس کے مقابلے میں نصف صدی سے جاری کشمیر میں تحریک آزادی کو اب دہشت گردی کا نام دیا گیا ہے۔ اسی طرح افغانستان میں قائم طالبان کی حکومت جسے اکثریت کی حمایت حاصل تھی ختم کر کے مرضی کی حکومت قائم کی گئی۔ یہی حال عراق میں ہے۔ صدر مملکت اس سے قبل بھی اپنا نکتہ نظر مختلف پلیٹ فارمز پر بیان کر چکے ہیں اور داد وصول کر چکے ہیں۔

لیکن ہم یہاں یہ رائے بیان کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ مغرب کی معاندانہ پالیسیوں کو عملی جامہ خود مسلم سربراہوں نے پہنایا ہے۔ اور وہ ان کے کیلئے مرکزی کردار ادا کرتے ہیں ان کی ظالمانہ اور تعصب پر مبنی رویوں کی بیخ کنی کرنے کی بجائے اسے خندہ پیشانی سے قبول کرتے ہیں بلکہ مسلمانوں کے قتل، گرفتاریوں اور غیر مسلم حکومتوں کے سپرد کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ مسلمانوں کے خلاف عالمی اور صلیبی جنگ میں ہراول دستہ خود مسلمان حکمران ہیں۔ اگر سربراہان یہ سمجھتے ہیں کہ مسلمانوں میں اضطراب مغرب کی پالیسیوں اور رویوں کی وجہ سے ہے تو انہیں ان کے ساتھ عدم تعاون کی پالیسی اپنانی چاہئے۔ لیکن ان تمام وجوہات کو جانتے اور سمجھتے ہوئے بھی اگر وہ ان کے آلہ کار ہیں تو مغرب سے شکوہ کیسا؟ یہ خود بھی اپنی اداؤں پر غور کریں اور اپنا قبلہ درست کریں۔

یہ بات ہر عاقل شخص جانتا ہے کہ اگر امریکہ کی عالمگیریت میں مسلمان حکمران تعاون نہ کریں تو وہ کبھی بھی اپنے مذموم عزائم میں کامیاب نہیں ہوسکتا۔ اور نہ ہی اپنی اجارہ داری اور توسیع پسندی کو نافذ کرسکتا ہے۔

مغرب کا رویہ اسلامی دنیا کے بارے کیسا ہی کیوں نہ ہو؟ اس سے مسلمانوں کو کوئی نقصان نہیں ہوسکتا۔ بشرطیکہ اسلامی ممالک کے حکمران ان کے مقاصد کی تکمیل میں تعاون نہ کریں۔

یہ بھی تو مغرب کا غیر منصفانہ رویہ ہے کہ بعض ممالک میں عسکری حکومت کو قبول نہیں کرتے۔ اور اس کے خلاف شدید ردعمل کا اظہار کرتے ہیں لیکن اکثر اسلامی ممالک میں عسکری حکومت کی نہ صرف حمایت کرتے ہیں بلکہ انہیں اپنے ناپاک عزائم کی تکمیل میں بہتر لوگ تصور کرتے ہیں۔ لہٰذا مغرب کی آشیرباد سے ہی فوجی جرنیل حکومت پر قابض ہوتے ہیں۔ اور مسلمانوں کی شخصی آزادی کو کچلتے ہیں اور جمہوری حقوق کو پامال کرتے ہیں اور انہیں اپنی پسند کی حکومت قائم کرنے سے محروم کرتے ہیں۔

اس لئے ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ مغرب کے ساتھ ساتھ موجودہ تمام مسلمان حکومتوں کو مسلمانوں کے بارے میں اپنے رویئے پر نظر ثانی کرنی چاہئے۔ اور حقیقت پسندانہ رویہ اختیار کرنا چاہئے۔ اس میں بھلا کیا شبہ ہے کہ ہمارے طرز عمل نے ہی مغرب کو یہ رویہ اختیار کرنے کا موقعہ دیا ہے جب ہم خود اپنی قوم سے بدسلوکی کرتے ہیں ان کے حقوق سلب کرتے ہیں انہیں زبردستی جلاوطن کرتے ہیں بے گناہوں کو حوالہ زنداں کرتے ہیں اور مجرموں کو اعلیٰ ترین سرکاری عہدوں پر فائز کرتے ہیں مرضی کی حکومتیں تشکیل دیتے ہیں، سرکاری وسائل سے انتخابی مہم چلاتے ہیں۔ اپنے ہی لوگوں پر فوج کشی کرتے ہیں تو مغرب سے کیا گلا؟ وہ تو پہلے ہی یہ محسوس کرتے ہیں کہ دنیا کے امن کیلئے سب سے بڑا خطرہ اسلام ہے۔ لہٰذا وہ پہلے ہی اس کے خلاف زبانی اور عملی مہم چلاتے ہیں۔

اس لئے ہماری تمام اسلامی ممالک کے سربراہان سے عموماً اور جنرل پرویز مشرف سے بطور خاص یہ گذارش ہے کہ وہ خود بھی اپنا طرز عمل تبدیل کریں اور اپنے مسلمان بھائیوں کے خلاف رویہ درست کریں۔ انصاف کے تقاضوں کو پورا کریں۔ اور ان کے بنیادی حقوق بحال کریں۔ ان کے مثبت طرز عمل سے مغرب کا رویہ بھی تبدیل ہوگا اور مستقبل میں اس کے نتائج اچھے نکلیں گے۔

علاقہ گلیات میں جامعہ سلفیہ کی تعلیمی، دعوتی و اصلاحی سرگرمیاں

جامعہ سلفیہ فیصل آباد ایک تحریک ہے جس کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ اسکی سرگرمیاں محض تعلیم تک محدود نہیں ہیں بلکہ تعلیم کے ساتھ ساتھ دعوت و تبلیغ اور اصلاح معاشرہ کے پروگرام بھی مرتب کئے جاتے ہیں جو بامقصد اور نتیجہ خیز ہوتے ہیں جس کا دائرہ کار فیصل آباد اور اس کے گردونواح میں تو بہت وسیع اور ہمہ وقت ہے لیکن بعض موسمی اور علاقائی پروگرام نہایت اعلیٰ خطوط پر مرتب کئے جاتے ہیں اسلامی تعلیمات کے ابلاغ کا فریضہ نہایت منظم و مرتب انداز میں پیش کیا جاتا ہے خاص کر گرمیوں کی تعطیلات میں جبکہ علاقہ گلیات میں بے شمار سیاح تفریح کی غرض سے جاتے ہیں اور وہاں قیام کرتے ہیں تو اس موقعہ کو غنیمت سمجھتے ہوئے ہر سال جامعہ کی جانب سے ہفتہ عشرہ پر مشتمل ایک تربیتی، اصلاحی و دعوتی و تبلیغی پروگرام مرتب کیا جاتا ہے۔ جسمیں جامعہ کے اساتذہ اور قابل ترین طلبہ شریک ہوتے ہیں۔ علاوہ ازیں ملک بھر سے ممتاز علماء و سکالرز حضرات کو خصوصی طور پر مدعو کیا جاتا ہے۔ اور مختلف مقامات پر پروگرام رکھے جاتے ہیں جن میں شریک طلبہ کیلئے تربیتی ورکشاپ، علماء کنونشن، مختلف کانفرنسیں مساجد میں خطبات جمعہ کے علاوہ درس ہوتے ہیں ان ایام میں کم و بیش بیسیوں پروگرام مختلف مقامات پر منعقد ہوتے ہیں۔ جس سے سینکڑوں لوگ استفادہ کرتے ہیں۔ اس ضمن میں لاکھوں روپیہ صرف ہوتا ہے جس کیلئے مرحوم میاں فضل حق رحمہ اللہ کے خاندان کی خدمات قابل ستائش ہیں بالخصوص میاں عطاء الرحمٰن طارق اور میاں نعیم الرحمٰن طاہر کی خصوصی توجہ اور دلچسپی سے یہ پروگرام سالہا سال سے جاری ہے۔ جامعہ سلفیہ کی دیگر انتظامیہ جن میں صوفی احمد دین، حاجی بشیر احمد کی رہنمائی بھی شامل ہے۔

بلاشبہ جامعہ سلفیہ اپنے اغراض و مقاصد کے حصول میں کامیاب ہے تعلیم کے ساتھ ساتھ تربیت کا یہ منفرد انداز اور کسی ادارے کے حصے میں نہیں آیا جامعہ کی بیدار مغز انتظامیہ اور جہاندیدہ اساتذہ زمینی حقائق سے بخوبی آگاہ ہیں۔ اور وقت کے تقاضوں کو اچھی طرح سے سمجھتے ہیں۔ یہی باعث ہے کہ وہ جامعہ کے اہداف کے حصول میں وہ تمام وسائل بروئے کار لاتے ہیں جن سے اسلامی معاشرے کی تشکیل کی راہیں آسان ہوں۔ اور سماج میں ایک نمایاں تبدیلی محسوس ہو۔

گذشتہ کئی سالوں سے ماہ جولائی کے آخرہ عشرہ میں یہ تربیتی ورکشاپ منعقد ہوتی ہے۔ امسال بھی یہ پروگرام 21 جولائی سے 30 جولائی 2004 تک جاری رہے گا۔ ا راس میں متعدد کانفرنسیں، اجتماعات، محاضرے خطبات جمعہ ہونگے۔ اور مری سے ایوبیہ، توحید آباد، کالاباغ، ایبٹ آباد اور بالاکوٹ تک پروگرام ہونگے۔ جامعہ کی یہ حسن کارکردگی لائق تحسین ہے۔

ہم دعاگو ہیں کہ اللہ تعالیٰ جامعہ کی انتظامیہ اور دیگر متعلقین کی اس مساعی جمیلہ کو قبول فرمائے اور مبارک کام میں للّٰہیت اور خلوص عطا فرمائے آمین۔